اسلام کی حقیقت

اور

سنت و بدعت کی وضاحت

سنت پر چلنے کے فضائل احادیث کی روشنی میں

تارکِ سنت و بدعتی کی مذمت

کرنے اور نہ کرنے کے کاموں کی تین صورتیں

محرم کی حلیم کی اور ربیع الاول کے حلوے

ماہِ صفر اور غلط عقائد و نظریات

میلاد اور سیرت میں فرق اور محفلِ میلاد کی ابتداء تاریخ

ماہِ رجب اور کونڈوں کا حکم

شبِ معراج اور چند غلط نظریات

ایصالِ ثواب کے لئے مہینہ، دن اور وقت کی تخصیص

ایصالِ ثواب کی صحیح اور بہترین صورتیں

پسند فرمودہ

حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب دامت برکاتہم

خلیفۂ مجاز

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

تلمیذ رشید

حضرت اقدس مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اختصار کے ساتھ درج ذیل امور پیش کیے جاتے ہیں،احباب سے گزارش ہے کہ بنگاہِ انصاف ان کو پڑھیے اور عمل کی کوشش کیجیے۔

(۱) سنت پر چلنے کے فضائل اور سنت چھوڑ کر بدعت پر چلنے کی وعیدیں۔

(۲) سنت و بدعت کا مفہوم وتعریف۔

(۳) دلائل وقارئین سے خود فیصلہ کی درخواست۔

(۱)سنت پر چلنے کے فضائل اور تارکِ سنت وبدعتی کے لیے وعیدیں

﴿حدیث نمبر ۱﴾ عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ اما بعد فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد وشر الا مور محدثا تها وكل بد عة ضلالة. رواه مسلم مشكوة ۲۷،ط:قديمى)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے (ایک خطبہ میں) ارشادفرمایا ’’بعدازاں جاننا چاہیے کہ بے شک سب سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی بات ہےاور سب سے بہترین راستہ محمد ﷺ کا راستہ ہےاورسب سے بدترین چیز وہ ہے جس کو (دین میں) نیا نکالا گیا ہو،اور ہر بدعت (اپنی طرف سے دین میں پیدا کی ہوئی نئی بات) گمراہی ہے۔

فائدہ :اتنی بہترین سیرت کے اپنانے کا ہم آج عہد کریں اور سچے غلام بنیں۔

﴿حدیث نمبر ۲﴾وعن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ ابغض الناس الى الله ثلاثة ملحد فى الحرم و مبتغ فى الاسلام سنة الجاهلية و مطلب دم امرى مسلم بغير حق ليهريق دمه .رواه البخارى(مشكوة ۲۷،ط:قديمى)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشادفرمایا’’ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض (وہ لوگ جن سے خدا سخت ناراض ہے) تین ہیں۔

(۱) حرم میں کجروی کرنے والا۔

(۲) اسلام میں ایامِ جاہلیت کے طریقوں کوڈھونڈنے والا۔

(۳) کسی مسلمان کے خونِ ناحق کا طلب گار، تاکہ اس کے خون کو بہائے۔

﴿حدیث نمبر ۳﴾ **وعن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ كل امتی يد خلون الجنة الا من ابی قيل ومن ابی قال من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد ابی. (مشکوة ۲۷، ط: قديمی)**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشادفرمایا ''میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی مگر وہ شخص جس نے انکار کیا (اور سرکشی کی وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا) پوچھا گیا'' وہ کون شخص ہے جس نے انکار کیا اور سرکشی کی؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' جس شخص نے میری اطاعت اورفرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہوااور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکارکیااور سرکشی کی۔

فائدہ : سنت پر چلنے میں دخولِ جنت کا وعدہ ہے اور سنت کے خلاف چلنے والے کو ''ابـــی'' (جس نے انکارکیا) میں داخل کر کے جنت سے محرومی کی وعیدسنائی گئی ہے، اللہ تعالیٰ سنت پرعمل کرنے کی توفیق عطافرمائے۔

﴿حدیث نمبر ٤﴾ **وعن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ ما من نبی بعثه الله فی امته قبلی الا كان له فی امته حواريون و اصحاب يأ خذون بسنته و يقتدون بامره ثم انها تخلف من بعد هم خلوف يقولون مالا يفعلون ويفعلون مالا يؤمرون فمن جاهدهم بيد ه فهو مؤمن ومن جاهدهم بلسانه فهو مؤمن و من جاهدهم بقلبه فهو مؤمن وليس ورآء ذلک من الايمان حبة خردل. (رواه مسلم، مشکوة ۲۸، ۲۹، ط: قديمی)**

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشادفرمایا'' مجھ سے پہلے کسی

قوم میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کے مددگار اور دوست اسی قوم سے نہ ہوں جو اس (نبی) کے طریقے کو اختیار کرتے اور اسکے احکام کی پیروی کرتے پھر ان (دوست اور مددگار) کے بعد ایسے ناخلف (نالائق) لوگ پیدا ہوتے جو لوگوں سے ایسی بات کہتے جس کو خود نہ کرتے اور وہ کام کرتے جن کا انہیں حکم نہیں ملا تھا (جیسے کہ علماءِ سوء اور جاہل امراء و سرداروں کا طریقہ ہے) لہٰذا (تم میں سے) جو شخص ان لوگوں سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ بھی مؤمن ہے اور جو شخص ان لوگوں سے اپنی زبان سے جہاد کرے وہ مؤمن ہے اور جو شخص ان لوگوں سے اپنے دل سے جہاد کرے وہ بھی مؤمن ہے اور اسکے علاوہ (جو شخص ان کے خلاف اتنا بھی نہ کر سکے اُس) میں رائی برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

فائدہ : نافرمانوں اور بدعتیوں سے جہاد اور ان پر انکار کرنے کو مؤمن کی علامت کہا گیا ہے اور سنت پر چلنے والوں کو حواریین اور مددگار کہا گیا ہے، کتنے خوش نصیب ہیں وہ جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کی مدد اور کام کے لیے چنے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے ہی خوش نصیب بنائیں۔

﴿حدیث نمبر۵﴾ عن العرباض رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ ذات یوم ثم اقبل علینا بوجھہ فوعظنا موعظة بلیغة ذرفت منھا العیون ووجلت منھا القلوب فقال رجل یا رسول اللہ کان ھذہ موعظة مودع فاوصنا فقال اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعة وان کان عبدا حبشیا فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرًا فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ وایاکم و محدثات الامور فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة. رواہ احمد وابو داؤد والترمذی وابن ماجہ الا انھما لم یذکر الصلوٰة (مشکوة ۲۹، ۳۰، ط: قدیمی)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی پھر

ہماری طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے اور ہم کو نہایت مؤثر انداز میں نصیحت کی کہ ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور دلوں میں خوف پیدا ہوگیا۔ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) گویا (نصیحت کرنے والے کی) یہ آخری نصیحت ہے لہٰذا ہم کو نصیحت فرما دیجیے،آپ ﷺ نے فرمایا ''میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو،اور تم کو مسلمان سرداروں کے) سننے اور بجا لانے کی نصیحت کرتا ہوں اگرچہ وہ (سردار) حبشی غلام ہوں،تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ اختلاف بھی دیکھے گا ایسی حالت میں تم پر لازم ہے کہ میرے اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کولازم جانواور اسی طریقے پر بھروسہ رکھواور اسکو دانتوں سے مضبوط پکڑے رہواور تم (دین میں) نئی نئی باتیں پیدا کرنے سے بچو اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (احمد،ابوداؤد،ترمذی،ابن ماجہ،مگراس روایت میں ترمذی اور ابن ماجہ نے نماز پڑھنے کا ذکر نہیں کیا یعنی ان کی روایت میں حدیث کے الفاظ صلی بنا رسول اللہ ﷺ مذکور نہیں ہیں بلکہ حدیث وعظنا موعظۃ سے شروع ہوتی ہے)۔

فائدہ: سیدھا راستہ سنت کا راستہ ہے نہ کہ بدعات کا راستہ،اور یہ وہ راستہ ہے جس پر خیرالقرون کی اکثریت چلی ہے۔بدعات کا راستہ گمراہی اور بربادی کا راستہ ہے۔

﴿حدیث نمبر ٦﴾ وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ لا یومن احدکم حتی یکون ھواہ تبعالما جئت بہ رواہ فی شرح السنۃ و قال النووی رحمہ اللہ تعالی فی اربعینہ ھذا حدیث صحیح رویناہ فی کتاب الحجۃ باسناد صحیح(مشکوۃ ۳۰،ط:قدیمی)

عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک پورا مؤمن نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی خواہشات اس چیز (یعنی دین و شریعت) کے تابع نہیں ہوتیں جس کو میں (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) لایا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث میں کس وضاحت سے ارشادفرمایا گیا ہے کہ ہم اس وقت مؤمن بنیں گے جب ہماری خواہشات آپ ﷺ کی شریعت کے تابع ہوجائیں......۔

میرے پیارے دوستو! آیئے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے ہم مہینوں اور ایام کو منائیں۔شریعت کے دائرے سے نکل کرمنانے والا انتہائی نقصان میں ہے۔

﴿حدیث نمبر ۷﴾ وعن بلال بن الحارث المزنی قال قال رسول الله ﷺ من احیا سنة من سنتی قد امیتت بعدی فان له من الاجر مثل اجور من عمل بها من غیر ان ینقص من اجورهم شیئا ومن ابتدع بدعة ضلالة لا یرضاها الله و رسوله کان علیه من الاثم مثل اثام من عمل بها لا ینقص ذلک من اوزارهم شیئا.رواه الترمذی ورواه ابن ماجة عن کثیر بن عبد الله بن عمر و عن ابیه عن جده(مشکوة ۳۰،ط:قدیمی)

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِدوعالم ﷺ نے ارشادفرمایا"جس شخص نے میری کسی ایسی سنت کوزندہ کیا(یعنی رائج کیا)جومیرے بعدچھوڑ دی گئی ہوتو اسکو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ اس سنت پرعمل کرنے والوں کو ملے گا،بغیراس کے کہ ان(سنت پرعمل کرنے والوں)کے ثواب میں کچھ کمی کی جائے گی۔اورجس شخص نے گمراہی کی ایسی کوئی نئی بات(بدعت)نکالی جس سے اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول ﷺ خوش نہیں ہوتا(تو)اسکو اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا کہ اس بدعت پرعمل کرنے والوں کوگناہ ہوگا،بغیراسکے کہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی کی جائے۔

فائدہ: ماشاءاللہ تعالیٰ سنت زندہ کرنے سے کتنا بڑا اجر ملتا ہے کہ بعدمیں اس پر چلنے والوں کا اجربھی ہمارے کھاتے میں ڈالا جائے گا۔اور بدعت کیسی نحوست ہے کہ اس کے ایجاد کرنے والے پران تمام لوگوں کا گناہ بھی پڑے گا جواس کے بعداُس بدعت پرعمل کرتے رہیں گے۔

﴿حدیث نمبر ۸﴾ وعن انس قال قال رسول الله ﷺ یابنی ان قدرت ان تصبح وتمسی ولیس فی قلبک غش لا حد فا فعل ثم قال یا بنی وذلک من سنتی ومن احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنة. رواه الترمذی (مشکوٰة ۳۰،ط: قدیمی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا ''اے میرے بیٹے! اگر تم اس پر قدرت رکھتے ہو کہ صبح سے شام تک اس حال میں بسر کرو کہ تمہارے دل میں کسی سے کینہ نہ ہو تو ایسا ہی کرو!'' پھر فرمایا ''اے میرے بیٹے! یہ میری سنت ہے، لہٰذا جس شخص نے میری سنت کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھ کو محبوب رکھا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔''

فائدہ: کتنا مبارک اعلان ہے...... بزبانِ رسالت...... کہ سنت سے محبت کو اپنی محبت بتا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا...... واہ...... سنت کا عاشق اور بدعت کا دشمن کتنا خوش نصیب ہے کہ جنت میں آپ ﷺ کا ساتھ نصیب ہوگا۔

﴿حدیث نمبر ۹﴾ وعن غطیف بن الحارث الثمالی قال قال رسول الله ﷺ ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة فتمسک بسنة خیر من احداث بدعة. رواه احمد (مشکوٰة ۳۱،ط: قدیمی)

حضرت غضیف بن حارث ثمالی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب کوئی قوم (دین میں) نئی بات نکالتی ہے (یعنی ایسی بدعت جو سنت کے مزاحم ہو) تو اسکے مثل ایک سنت اٹھالی جاتی ہے لہٰذا سنت کو مضبوط پکڑنا نئی بات نکالنے (یعنی بدعت) سے بہتر ہے۔

فائدہ: سنت و بدعت ایک دوسرے کی ضد ہیں، جو سنت پر چلے گا، بدعت سے بچے گا اور جو بدعت اختیار کرے گا وہ سنت سے محروم ہو جائے گا۔

﴿حدیث نمبر ۱۰﴾ وعن ابراهیم بن میسرة قال قال رسول الله ﷺ من

وقـر صـاحـب بـدعة فـقـد اعان على هدم الاسلام رواه البيهقى فى شعب الايمان مرسلا.(مشكوة ١٣١، ط:قديمى)

ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس شخص نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کے (ستون کو) گرادینے میں اس کی مدد کی''۔

فائدہ: دوستو! کتنی بڑی وعید ہے کہ جو بدعتی کی تعظیم کرتا ہے، اسکوسلام کرتا ہے، وہ بھی مجرم ہے کیونکہ اس نے بدعتی کے ساتھ اپنے پیارے نبی ﷺ کی سنت کے ختم کرنے میں مدد کی ہے۔

﴿حدیث نمبر۱۱﴾ **وعـن جـابـر ان عـمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه اتى رسـول الله ﷺ بـنسخة من التوراة فـقـا ل يـا رسول الله هذ ه نسـخة من التوراة فسكت فجعل يقرأ ووجه رسول الله ﷺ يتـغير فقال ابو بكر رضى الله تعالىٰ عنه ثكلتك الثواكل ما ترىٰ مابوجه رسول الله ﷺ فنظر عمر الىٰ وجه رسول الله ﷺ فـقـال اعـوذ بالله من غضب الله وغضب رسوله رضيـنـا بالله ربا وبالا سلام دينا وبـمـحـمد نبياً فقال رسول الله ﷺ والـذى نـفـس محمد بيده لو بدالكم موسىٰ فـاتبـعتـمـوه وتـر كتـمونى لضللتم عن سوآء السبيل ولو كان حياً وادرك نبوتى لاتبعنى.(رواه الدارمى،مشكوة ٣٢، ط:قديمى)**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضرت عمرابن خطاب رضی اللہ عنہ سرکارِدوعالم ﷺ کے پاس تورات کا ایک نسخہ لائے اورعرض کیا ''یا رسول اللہ! یہ تورات کا نسخہ ہے'' آنحضرت ﷺ خاموش رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (تورات کو) پڑھنا شروع کردیا۔ اِدھر (غصہ سے) آنحضرت ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہونے لگا (یہ دیکھ کر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ''عمر! گم کرنے والیاں تمھیں گم کریں۔ کیا تم آپ ﷺ کے چہرہ اقدس (کے تغیر) کونہیں دیکھتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے چہرہ منور کی طرف نظر ڈالی اور (غصہ کے آثار کو دیکھ

کر) کہا ''میں اللہ تعالیٰ کے غضب اور اسکے رسول ﷺ کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوں'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر موسیٰ تمھارے درمیان ظاہر ہوتے پھر تم ان کی پیروی کرتے اور مجھے چھوڑ دیتے (جس کے نتیجے میں) تم سیدھے راستہ سے بھٹک کر گمراہ ہو جاتے اور (حالانکہ) اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میرا زمانۂ نبوت پاتے تو وہ (بھی) یقیناً میری (ہی) پیروی کرتے''۔

فائدہ: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے سنت کے خلاف اپنے زمانہ کے صحیح دین پر اب چلنا جائز نہیں، تو ہمارے لیے یہود، نصاریٰ اور ہندوؤں کی رسوم پر چلنے کی کیوں کر اجازت ہو سکتی ہے؟ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب ﷺ نے گوارا نہ کیا، بلکہ غضب ناک ہوئے تو ہمارا کیا منہ ہے کہ سنت چھوڑ کر بدعت کا ارتکاب بھی کرتے رہیں اور پیارے رسول ﷺ کا پیار اور سفارش بھی ملے۔ دوستو! بدعات سے توبہ کرنی چاہیے۔

﴿حدیث نمبر ۱۲﴾ وعن جابر قال جاء ت ملآئكة الى النبیﷺ وهو نآئم فقالوا ان لصاحبكم هذا مثلا فاضربوا له مثلا قال بعضهم انه نآئم وقال بعضهم ان العين نآئمة و القلب يقظان فقالوا مثله كمثل رجل بنى دارا وجعل فيها مأ دبة وبعث داعيا فمن اجاب الداعی دخل الدار واكل من المأ دبة ومن لم يجب الداعی لم يدخل الدار ولم يأ كل من المأ دبة فقالوا اوّلوها له يفقهها قال بعضهم انه نآئم وقال بعضهم ان العين نآئمة والقلب يقظان فقالو الدار الجنة والداعی محمد فمن اطاع محمدا فقد اطاع الله ومن عصى محمدا فقد عصى الله ومحمد فرق بين الناس. رواه البخاری (مشكوة ۲۷، ط: قديمی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (کچھ) فرشتے آنحضرت ﷺ کے پاس اس وقت آئے

جب کہ آپ ﷺ سو رہے تھے،فرشتوں نے آپس میں کہا۔تمھارے اس دوست یعنی آپ ﷺ کے متعلق ایک مثال ہے اس کو ان کے سامنے بیان کرو دوسرے فرشتوں نے کہا۔وہ تو سوئے ہیں (لہٰذا بیان کرنے سے کیا فائدہ) ان میں سے بعض نے کہا۔''بے شک آنکھیں سو رہی ہیں مگر دل تو جاگتا ہے'' پھر اس نے کہا''ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے گھر بنایا اور لوگوں کے کھانا کھانے کے لیے دستر خوان چنا اور پھر لوگوں کو بلانے کے لیے آدمی بھیجا لہٰذا جس نے بلانے والے کی بات کو مان لیا وہ گھر میں داخل ہوگا اور کھانے کھائے گا اور جس نے بلانے والے کی بات کو قبول نہ کیا وہ نہ گھر میں داخل ہوگا اور نہ کھانا کھائے گا'' یہ سن کر فرشتوں نے آپس میں کہا۔''اس کو (وضاحت کے ساتھ) بیان کرو تاکہ یہ اسے سمجھ لیں ''بعض فرشتوں نے کہا (بیان کرنے سے کیا فائدہ کیوں کہ) وہ تو سوئے ہیں۔'' دوسروں نے کہا''بے شک آنکھیں سو رہی ہیں لیکن دل تو جاگتا ہے'' اور پھر کہا''گھر سے مراد تو جنت ہے اور بلانے والے سے مراد محمد ﷺ ہیں جس نے محمد ﷺ کی فرمانبرداری کی اس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور محمد ﷺ لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔بخاری

فائدہ : دیکھیے برادرانِ ما ! آپ ﷺ کی سنت کی اہمیت مثال دے کر سمجھائی گئی ہے ......اگر سنت پر چلو گے...... جنت میں داخل ہو جاؤ گے، ورنہ محروم ہی محروم رہو گے۔

﴿حدیث نمبر ۱۳﴾ وعن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ مثلی کمثل رجل استوقد نارا فلما اضاء ت ماحولها جعل الفراش وهذه الدواب التی تقع فی النار یقعن فیها وجعل یحجزهن یغلبنه فیتقحمن فیها فانا اٰخذ بحجزكم عن النار وانتم تقحمون فیها هذه رواية البخاری ولمسلم نحوها وقال فی اٰخرها قال فذٰلک مثلی و مثلكم انا اٰخذ بحجزكم عن النار هلم عن النار هلم عن النار فتغلبونّی تقحمون فیها.

(مشکوة ۲۸،ط:قدیمی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میری مثال اس شخص کی مانند ہے جس نے آگ روشن کی چنانچہ جب آگ نے چاروں طرف روشنی پھیلا دی تو پروانے اور دوسرے وہ جانور جو آگ میں گرتے ہیں آ آ کر آگ میں گرنے لگے روشن کرنے والے شخص نے ان کو روکنا شروع کیا لیکن وہ (نہیں رکتے بلکہ ان کی کوششوں پر) غالب رہتے ہیں اور آگ میں گر پڑتے ہیں اسی طرح میں بھی تمھاری کمریں پکڑ کر تمھیں آگ میں گرنے سے روکتا ہوں اور تم آگ میں گرتے ہو۔'' یہ روایت بخاری کی ہے اور مسلم میں بھی ایسی ہی روایت ہے البتہ مسلم کی روایت کے آخری الفاظ یہ ہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ بالکل ایسی ہی مثال میری اور تمہاری ہے اور میں تمھاری کمریں پکڑے ہوں کہ تمھیں آگ سے بچاؤں اور یہ کہتا ہوں کہ دوزخ سے بچو میری طرف آؤ، دوزخ سے بچو میری طرف آؤ لیکن مجھ پر تم غالب آتے ہو اور آگ میں گر پڑتے ہو۔

فائدہ: عزیزانِ ما! آپ ﷺ ہمارے کتنے بڑے خیر خواہ ہیں، مثال دے کر سمجھاتے گئے ہیں۔ آیئے ہم بھی سچے عاشقِ رسول ﷺ بن کر سنت پر مر مٹنے والے بنیں، اور بدعات و رسومات کی دلدل سے اپنے کو دور رکھیں۔

﴿حدیث نمبر ۱٤﴾ عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد. متفق علیه (مشکوة ۲۷، ط: قدیمی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

فائدہ: چونکہ اسلام کامل اور مکمل ضابطۂ حیات ہے، لہٰذا جو اپنی طرف سے اضافہ کرے گا وہ مردود ہوگا، اور اس پر عمل کرنے والا اور گھڑنے والا دونوں مردود بن جائیں گے۔ اللهم احفظنا منها

بدعت کی مذمت حضراتِ صحابہ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے

حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کا ارشاد : ہلال بن یساف کہتے ہیں کہ ہم سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے''**فعطس رجل من القوم** ''تو قوم میں سے ایک شخص نے چھینک ماری''**فقال السلام علیکم** ''اور کہا السلام علیکم''**فقال له سالم وعلیک وعلی امک** ''حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تم پر اور تمہاری ماں پر بھی سلام ہو،اس جملہ سے وہ شخص ناراض ہوگیا،حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے کہا''**اما انی لم اقل الا ما قال النبی** ﷺ ''بہرحال میں نے صرف وہی کچھ کہا ہے جو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے......''**اذ عطس رجل عند النبی ﷺ فقال السلام علیکم فقال النبی ﷺ علیک وعلی امک** ''جب ایک شخص نے آپ ﷺ کے پاس چھینک ماری اور کہا السلام علیکم تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم پر اور تیری ماں پر''**اذا عطس احد کم فلیقل الحمدلله رب العالمین** ''جب تم میں سے کوئی چھینک مارے تو کہے''الحمد للہ رب العالمین''اور جو اسکو سن کر جواب دے،وہ کہے''**یر حمک الله** ''اور یہ پھر اسکے جواب میں کہے''**یغفر الله لی ولکم**''رواہ الترمذی وابوداؤد۔(مشکوۃ ۴۰۶،ط:قدیمی)

فائدہ نمبر۱ : سنت کو چھوڑ کر بدعت کے مرتکب پر کس شدت سے رد فرمایا۔

فائدہ نمبر۲ : چھینکنے والا کیا کہے......**الحمد لله رب العالمین** کہے یا **الحمدلله علی کل حال** کہے،یا صرف **الحمد لله** کہے......یہ سب ثابت ہیں......اور جواب دینے والا **یرحمک الله** کہے اور یہ پھر اسکے جواب میں **یغفر الله لی ولکم** کہے......یا...... **یهدیکم الله و یصلح بالکم** کہے،دونوں ثابت ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بدعت پر انکار : ایک شخص نے عید کے دن عید کی نماز سے پہلے نفل نماز پڑھنا چاہی،حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسکو منع کیا۔اس نے کہا''**یا امیر المؤمنین انی اعلم ان الله تعالی لا یعذب علی الصلاة** ''اے امیر المؤمنین میں سمجھتا ہوں کہ اللہ

تعالیٰ مجھے نماز پڑھنے پر سزا نہ دے گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''وانی اعلم ان اللہ تعالیٰ لا یثیب علی فعل حتی یفعلہ رسول اللہ ﷺ او یحث علیہ ''اور میں بالیقین جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کسی فعل پر ثواب نہ دے گا جب تک کہ اس فعل کو جناب رسول ﷺ نے کیا نہ ہو یا اس کی ترغیب نہ دی ہو ''فتکون صلاتک عبثاً ''پس تیری یہ نماز عبث ہو گئی ''والعبث حرام ''اور فعل عبث حرام ہے ''فلعلہ تعالی یعذبک بہ لمخالفتک لرسولہ ﷺ ''اور شاید کہ تجھے اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی مخالفت کی وجہ سے سزا دے۔

(شرح مجمع البحرین، الجنۃ ۱۶۵، نظم البیان صفحہ ۷۳، بحوالہ المنہاج ۱۳۹)

فائدہ : کیا آج کل کھانے پینے اور دوسرے امور سے متعلق جو بدعات ہو رہی ہیں یہ آپ ﷺ سے ثابت ہیں؟...... نہیں، بلکہ یہ بھی عبث، ناجائز اور مخالفتِ رسول ﷺ کی وجہ سے قابلِ مؤاخذہ وسزا ہے۔

حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : ایک شخص عصر کی نماز کے بعد اکثر دو رکعتیں پڑھا کرتا تھا، اس نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا ''یا ابا محمد ایعذبنی اللہ علی الصلاۃ؟ ''اے ابو محمد! کیا مجھے اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے کی وجہ سے سزا دے گا؟ ''قال لا ''فرمایا نہیں، ''ولکن یعذبک بخلاف السنۃ ''لیکن تجھے اللہ تعالیٰ سنت کی مخالفت کی وجہ سے ضرور سزا دے گا۔

فائدہ : دیکھیے نماز اچھی چیز ہے، اسی طرح صدقات، خیرات سب اعمالِ خیر ہیں لیکن اگر سنت کی خلاف ورزی ہوگئی تو پھر ان پر بھی سزا ملے گی۔

امام دار الہجرۃ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : فرماتے ہیں: ''من ابتدع فی الاسلام بدعۃ یراھا حسنۃ ''جس نے اسلام میں کوئی بدعت نکالی جس کو وہ اچھا سمجھتا ہے ''فقد زعم ان محمداً ﷺ خان الرسالۃ لان اللہ تعالیٰ یقول الیوم

اکملت لکم دینکم الایۃ فمالم یکن یومئذ دینا فلا یکون الیوم دیناً ''تو گویا اس نے یہ گمان کیا کہ حضرت محمد ﷺ نے ادائیگی رسالت میں خیانت کی، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آج کے دن میں نے تمھارے لیے تمھارے دین کو مکمل کردیا......الایۃ......پس جو چیز اس وقت دین نہ تھی آج بھی ہرگز دین نہیں ہوسکتی۔ (کتاب الاعتصام ا/ ۴۷،جلد۲/ ۱۵۰،للشاطبی بحوالہ المنہاج الواضح صفحہ ۱۶)

(۲) سنت وبدعت کا مفہوم

جوعمل آپ ﷺ یا خلفائے راشدین وصحابہ رضی اللہ عنہم یا تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے قول یا فعل یا تقریر سے ثابت ہے وہ سنت......اور جو ثابت نہیں وہ بدعت وگمراہی......

دینِ اسلام کی حقیقت

وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا واتقو اللہ ان اللہ شدید العقاب۔[الحشر : ۷]

دین اسلام کی حقیقت دو چیزیں ہیں۔

(۱) آپ ﷺ نے جو کرنے کے کام دیئے ہیں اُن کو کیے جائیں۔

(۲) جو نہ کرنے کے کام دیئے وہ چھوڑے جائیں۔

ان دو کے خلاف کرنا اسلام کا راستہ نہیں بلکہ بدعت وگمراہی ہے۔

برادرانِ محترم! آپ ﷺ نے جو کرنے یا نہ کرنے کے کام بتلائے ہیں، ہر ایک کی تین تین صورتیں ہیں۔

کرنے کے کاموں کی تین صورتیں

(۱) زبان وقول سے بتلائے: جیسے ابواُسَید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے اللھم افتح لی ابواب رحمتک اور جب نکلے تو پڑھے اللھم انی اسئلک من فضلک (مسلم، مشکوۃ ۶۸، ط: قدیمی)

اس حدیث میں قول وزبان سے یہ دعائیں بتلائیں کہ ان کو پڑھا کرو یہ کرنے کے کام ہیں۔

(۲) عمل سے بتلائے: جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کیا پس ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر چہرے کو تین مرتبہ دھویا پھر دائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا پھر بائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا الخ (بخاری مسلم ،مشکوۃ ۳۹،ط:قدیمی)

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کا بیان ہے کہ وضوء میں یہ اعضاء تین مرتبہ دھویا کرتے تھے، گویا عمل کے ذریعے بتلایا کہ تین تین بار دھونا سنت ہے اور کرنے کا کام ہے۔

(۳) تقریر سے بتلائے: یعنی کوئی صحابی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی کام کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خاموش رہیں اس کو تقریر کہتے ہیں اور یہ اس کام کے جائز اور اچھے ہونے کی دلیل ہے۔اگر ناجائز ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش نہ رہتے بلکہ ضرور منع فرماتے......جیسے رفاعۃ بن رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھا کر **سمع الله لمن حمده** پڑھا تو ایک شخص نے کہا ''**ربنا ولک الحمد حمداً کثیرا طیبا مبارکا فیه**'' نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کو ان کلمات کے پڑھنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ) فرمایا کہ تیس سے زائد فرشتے ان کے لکھنے میں ایک دوسرے سے سبقت کررہے تھے(بخاری ،مشکوۃ ۸۲،ط:قدیمی)

اس حدیث میں ان کلمات کی تعلیم قول یا فعل سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دی بلکہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے یہ کلمات پڑھ لیے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیے لیکن منع نہیں فرمایا بلکہ توصیف فرمائی، پتہ چل گیا کہ یہ بھی جائز ،مستحب اور کرنے کا کام ہے۔کبھی کبھی اس کو بھی پڑھنا چاہیے،خصوصاً نوافل اور سنن میں اس دعا کا معمول بنانا چاہیے۔

نہ کرنے کے کاموں کی تین صورتیں

(۱) زبان وقول سے منع فرمائیں: جیسے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کے لیے قبرستان جاتی ہیں اور ان مردوں پر جو قبروں کو مسجدیں بناتے ہیں اور قبروں پر چراغاں کرتے ہیں (ابو داؤد ،ترمذی،نسائی،مشکوۃ ۷۱،ط:قدیمی)

اس حدیث سے پتہ چلا کہ عورتوں کا قبرستان جانا، چراغاں کرنا، ناجائز اور نہ کرنے کے کام ہیں۔

(۲) تقریر سے منع فرمائیں: یعنی کسی نے کوئی کام کیا اور آپ ﷺ نے دیکھا اور منع فرمایا جیسے حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ رکوع میں تھے چنانچہ صف میں ملنے سے قبل ہی وہ (تکبیر اول کہہ کر) رکوع میں چلے گئے ،آپ ﷺ نے (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے نیکی پر اور حریص کرے (لیکن آپ) پھر ایسا نہ کرنا۔ (بخاری ۱۰۸، ط:قدیمی)

اس حدیث میں جب حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ کا عمل سامنے آیا تو آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ آئندہ ایسے نہ کرنا یعنی صف میں ملنے سے پہلے تکبیر کہہ کر نماز شروع نہ کرنا بلکہ صف میں ملنے کے بعد شروع کرنا، پتہ چل گیا کہ اگلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود، پچھلی صفوں میں کھڑا ہونا ممنوع، ناجائز اور نہ کرنے کا کام ہے۔

(۳) عمل نہ کر کے منع کیا یعنی جس کام کے کرنے کا موقع تھا اور کرنے سے کوئی مانع نہ تھا، پھر بھی آپ ﷺ نے وہ کام نہ کیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کام نہ کرنے کا ہے اور ممنوع و ناجائز ہے۔

جیسے عید کے دن نمازِ عید سے پہلے نفل پڑھنا ممنوع ہے کیونکہ آپ ﷺ نے نہیں پڑھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو عید سے پہلے نفل پڑھنے سے یہ کہہ کر منع فرمایا کہ آپ ﷺ نے نہیں پڑھے، اگر اچھا کام ہوتا تو ایک آدھ بار ضرور پڑھتے۔

لمحہ فکریہ : آج کل کہا جاتا ہے کہ اذان سے قبل صلوۃ وسلام پڑھنے ،قبر پر اذان دینے ، ماہ محرم میں حلیم پکانے ، ربیع الاول میں میلاد منانے ، حلوہ پکانے ، مردہ کے پیچھے تیجہ، جمعراتی، چہلم، جنازہ کے ساتھ جہراً کلمہ شہادت پڑھنا، سنن اورنوافل کے بعد اجتماعی دعا کرنے ، مروجہ حیلہ اسقاط کرنے ، میت کے سینے پر کلمہ شہادت لکھنے، نمازِ عید اور دوسری پنج وقتہ نمازوں کے بعد مصافحہ ومعانقہ کرنے ، قبر میں کیوڑہ چھڑکنے، قبروں اور مزاروں پر پھول اور چادر چڑھانے ، تراویح میں ختم قرآن کریم پر مٹھائی تقسیم کرنے پر التزام کرنے ، اذان و اقامت پر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے ، گیارہویں منانے ، میلاد میں قیام کرنے ، جنازہ کے بعد دعا کرنے ، قبروں کو بوسہ دینے اور ان کی مٹی چاٹنے اور ان کے پتھروں کو جسم پر لگانے پھرانے وغیرہ کی ممانعت اور ناجائز ہونے کی دلیل کیا ہے؟

قارئینِ کرام ! ان تمام امور کی ممانعت اور بدعت ہونے کی دلیل ''صورت نمبر۳'' ہے۔انصاف سے سوچیے ان تمام کاموں کے کرنے کا موقع آپ ﷺ ،حضراتِ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم کوملا تھا یا نہیں؟ ان کے زمانہ میں یہ مہینے آئے تھے یا نہیں؟ لوگ مرتے تھے یا نہیں؟ پنج وقتہ اذانیں ہوتی تھیں یا نہیں؟ جواب ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ تھا اور ان تمام کاموں کا موقع تھا اور کوئی کرنا چاہتا تو رکاوٹ کوئی نہیں تھی،ان سب کچھ کے باوجود جب خیرالقرون میں یہ کام نہ دین واسلام سمجھے گئے ، نہ ہوئے تو آج یہ کیسے دین واسلام بن گئے ۔ جب کہ آج ان کاموں کو مسلمان ہونے کی علامت سمجھا جاتا ہے،اور نہ کرنے والوں کو طعن وتشنیع اور ملامت کی جاتی ہے۔ **نعوذ باللہ من هذه البدعات الشنيعة**

(۳) دلائل اور قارئین سے فیصلے کا مطالبہ

آپ ﷺ نے فرمایا : **''عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين**

تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ ''(ابوداؤد، ترمذی وابن ماجہ، مشکوۃ ۳۰، ط: قدیمی)

میرے طریقے کو اور (میرے بعد) ہدایت یافتہ خلفائے راشدین (ابوبکر، عمر، عثمان وعلی رضی اللہ عنہم) کے طریقے کو مضبوط، محکم اور لازم پکڑو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ۷۲ فرقے پیدا ہوئے اور میری امت میں ۷۳ فرقے بنیں گے ''کلھم فی النار الا ملۃ واحدہ'' سب کے سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک فرقہ کے، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''ما ھی یا رسول اللہ'' اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ ناجی فرقہ کون سا ہے؟ فرمایا ''ما انا علیہ و اصحابی'' نجات پانے والا فرقہ وہ ہے جو اس راستے پر چلے جس پر میں اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چلے ہیں (ترمذی، مشکوۃ صفحہ ۳۰، ط: قدیمی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم'' (بخاری ومسلم) میری امت کے بہترین لوگ میرے دور کے ہیں (یعنی حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم) پھر وہ ہیں جو ان کے بعد متصل آنے والے ہیں (یعنی تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ) پھر وہ ہیں جو ان کے بعد متصل آنے والے ہیں (یعنی تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ)۔

فیصلہ خود کیجیے

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے ادوار اور زمانہ میں ان نفوس قدسیہ نے جو اچھے اور کرنے کے کام تھے اور موقع بھی مل گیا تھا وہ سارے ان حضرات نے کرلیے اور موقع ملنے کے باوجود جو کام نہیں کیے تو سمجھ لیجئے کہ وہ نہ اچھے تھے اور نہ ہی کرنے کے تھے، اس لیے چھوڑ دیئے۔

محرم الحرام

حلیم کھانے کھلانے کا حکم

آمدم برسرِ مطلب : مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق اب حلیم کے بارے میں خود فیصلہ کیجیے کہ یہ سنت اور ثواب کا کام ہے یا بدعت، گمراہی اور گناہ کا کام ہے۔

آپ ﷺ، حضرات خلفائے راشدین و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کی سنت یومِ عاشوراء یعنی دس محرم کو روزہ رکھنا ہے یا حلیم کھانا، کھلانا اور اسکے لیے زبردستی کا چندہ یعنی بھیک مانگنا ہے؟ جواب صحیح حدیث سے باحوالہ سنیے اور عمل کیجیے۔

﴿حدیث نمبر ۱﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ : جب آپ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو دیکھا کہ یہود یومِ عاشوراء کا روزہ رکھے ہوئے ہیں تو فرمایا کہ یہ کون سا دن ہے جس میں تم روزہ رکھتے ہو؟ یہود نے کہا ''**ھذا یوم عظیم** '' یہ بہت عظیم اور بڑا دن ہے ''**انجی اللہ فیہ موسیٰ وقومہ وغرق فرعون وقومہ** '' اللہ تعالیٰ نے اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کی قوم کو (فرعون کے ظلم وستم سے) نجات عطا فرمائی اور فرعون کو اپنی قوم سمیت غرق فرمایا ''**فصامہ موسیٰ شکرا فنحن نصومہ** '' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطورِ شکر اس دن روزہ رکھا ہم بھی ان کی اتباع میں اس دن کا روزہ رکھتے ہیں ''**فقال رسول اللہ ﷺ** '' (اس پر) آپ ﷺ نے فرمایا ''**فنحن احق واولی بموسی منکم** '' ہم تم سے زیادہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب اور حق دار ہیں ''**فصامہ رسول اللہ ﷺ وامر بصیامہ** '' پھر آپ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور (اپنی امت کو بھی) روزہ رکھنے کا حکم فرمایا (بخاری و مسلم، مشکوۃ صفحہ ۱۸۰، ط: قدیمی)

فیصلہ کیجیے : کیا اس حدیث میں اس کا ذکر ہے کہ یومِ عاشورآء کو حلیم کھا کر اور کھلا کر خود بھی روزہ چھوڑو اور دوسروں کو بھی چھڑواؤ؟...... کیا یہ سنت اور حدیث کے خلاف عمل اور

مقابلہ نہیں؟......کیا ہم مسلمان آپ ﷺ کے مشن کو ناکام بنانے کے لیے پیدا ہوئے ہیں؟......قاعدہ ہے کہ جب بدعت آتی ہے تو سنت اٹھ جاتی ہے، دس محرم کو حلیم کھانے ،کھلانے میں لگ گئے ،سنت جوروزہ تھا اٹھ گیا......آیئے مسلمان بھائیو! آپ ﷺ کی سنت اور مشن کوروزہ رکھ کراور رکھوا کر وفادار امتی کا ثبوت دیجیے اور حلیم جیسی بدعات سے اجتناب کا عہد کر کے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ کوخوش کیجیے۔

﴿حدیث نمبر ۲﴾ عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم وافضل الصلوة بعد الفريضة صلوٰة الليل (مسلم ،مشكوة ۱۷۸،ط:قديمی)

آپ ﷺ نے (اپنی امت کوروزہ رکھنے کی ترغیب دیتے ہوئے) فرمایا: رمضان کے بعدسب سے افضل روزہ اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم (کی دس تاریخ) کا روزہ ہےاور فرائض کے بعد (نوافل میں) سب سے افضل نماز رات کی نماز (یعنی تہجد) ہے۔

خودفیصلہ کیجیے

میرے بھائیو! غورتو کیجیے،اس حدیث میں اس مہینہ کو''شهر الله''یعنی اللہ تعالیٰ کا مہینہ کہا گیا ہےاس مبارک مہینے میں اگر سنت کی فضیلت ہےتو بدعت کا گناہ بھی بہت بڑا ہوگا۔

دیکھیے ! آپ ﷺ کس عمل کی فضیلت بیان فرمارہے ہیں؟......حلیم کے لیے بھیک مانگنے اورروزہ چھوڑ کرحلیم کھانے اورکھلانے کی......یا......روزہ رکھنے کی؟ خود فیصلہ کیجیےاوراپنے عمل پرغور کیجیے کہ ہم کس کے دین وشریعت کواپنااور پھیلا رہے ہیں؟

﴿حدیث نمبر ۳﴾ ....قال رسول الله ﷺ ثلث من كل شهر ورمضان الى رمضان فهذاصيام الدهر كله صيام يوم عرفة احتسب على الله ان يكفر السنة التى قبله والسنة التى بعده وصيام يوم عاشورآء احتسب على الله ان يكفر السنة

التی قبلہ(مسلم ،مشکوۃ ۱۷۹،ط:قدیمی)

آپ ﷺ نے فرمایا : ہر ماہ تین روزے رکھنا اور ہر رمضان کو روزہ رکھنا (اتنا ثواب ہے جیسے اس نے) ہمیشہ کے لیے پوری زندگی روزے رکھے ،اور یومِ عرفہ کا روزہ ایک سال گزشتہ،ایک سال پیوستہ (یعنی دوسالوں کے گناہوں) کا کفارہ ہے،اور یومِ عاشورہ کا روزہ گزشتہ ایک سال (کے گناہوں) کا کفارہ ہے۔

فائدہ : گناہ سے صغیرہ گناہ مراد ہے، کہ ان روزوں سے صغیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

قارئین کرام! آپ ﷺ یومِ عاشورہ کے روزے کی ترغیب دے رہے ہیں کہ اس روزہ کو رکھو،تمہارے گناہ معاف ہوجائیں گے اور ہم اس کے برخلاف حلیم کے چکر میں نہ خود روزہ رکھتے ہیں اور نہ دوسروں کو رکھنے دیتے ہیں،سوچیے !حلیم کے چندے، بنانے،کھانے اور کھلانے سے ہم نے پیارے رسول ﷺ کی شریعت کی خدمت کی یا مخالفت؟ سنت پر چلے یا بدعت اور گمراہی پر۔

آیئے......ہم اپنی اَنا اور غرور سے توبہ کا اعلان کرکے آئندہ سنت پر عمل کا عزم کریں۔

ماہِ صفر

غلط عقائد و نظریات

سوال: لوگ ماہِ صفر کو منحوس سمجھتے ہیں اور عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس مہینہ میں بیماریاں اور مصیبتیں نازل ہوتی ہیں، کیا یہ خیال اور عقیدہ صحیح ہے؟

جواب: یہ خیال اور نظریہ اسلام سے قبل اہلِ عرب کا تھا جسے اسلام نے باطل کردیا۔
حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں : بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ (صفر) مشہور مہینہ ہے جو محرم اور ربیع الاول کے درمیان آتا ہے اور ان لوگوں کا گمان ہے کہ

اس ماہ میں بکثرت مصیبتیں اور آفتیں نازل ہوتی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ماہِ صفر میں شریعتِ اسلامیہ نے نزول آفات کا انکار کیا ہے (مومن کے ماہ وسال صہ ۴۶)

﴿حدیث نمبر ۱﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ماہِ صفر میں بیماری، نحوست اور بھوت پریت وغیرہ کا کوئی نزول نہیں ہوتا

(صحیح مسلم بحوالہ مومن کے ماہ وسال صہ ۴۴)

﴿حدیث نمبر ۲﴾ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: بدشگونی اور ماہِ صفر کی نحوست کوئی چیز نہیں

(بخاری بحوالہ مومن کے ماہ وسال)

﴿حدیث نمبر ۳﴾ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیماری، شیطانی گرفت، ستاروں کی گردش اور نحوست کا ماہِ صفر سے کوئی تعلق نہیں (صحیح مسلم بحوالہ مومن کے ماہ وسال)

سوال: من بشرنی بخروج صفر بشرته بالجنة کہ جو مجھے ماہِ صفر کے گزرنے کی بشارت دے گا میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا یہ حدیث کیسی ہے؟

جواب: یہ انتہائی کمزور روایت ہے۔ اس کی وجہ سے ماہِ صفر کی نحوست پر استدلال کرنا اور مندرجہ بالا صحیح احادیث سے اعراض کرنا بڑا ظلم اور خطرناک گمراہی ہے۔

سوال: بعض علاقوں میں صفر کی آخری بدھ کو مٹھائیاں اور میٹھی روٹیاں خاص طریقہ سے کوٹ کر تقسیم کی جاتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے یہ عمل آپ ﷺ کی صحت یابی کی وجہ سے کیا تھا، اس کی کیا حقیقت ہے؟ بعض لوگ یہ شعر بھی پڑھتے ہیں:

آخری چہار شنبہ آیا ہے　　غسلِ صحت نبی نے پایا ہے

جواب: یہ غلط اور من گھڑت بات ہے۔ دوسرے چہار شنبوں (بدھ کے دنوں) کی طرح اس میں بھی کچھ ثابت نہیں۔ ایک استاد نے اپنے شاگرد کو ان اشعار میں اس کی حقیقت سمجھائی:

آخری چہار شنبہ ماہِ صفر ہست چوں چہار شنبہ ہائے دیگر
نہ حدیثی درآں وارد نہ درو وعید کرد پیغمبر

ترجمہ :ماہِ صفر کا آخری بدھ دوسرے بدھوں کی طرح ہے اس آخری بدھ سے متعلق نہ تو کوئی حدیث آئی ہے اور نہ ہی پیغمبر ﷺ نے اس کے بارے میں کوئی وعید سنائی ہے۔

ربیع الاول

محفلِ میلاد کا حکم

سوال: محفلِ میلاد کا حکم کیا ہے؟ خواتین کی باپردہ شرکت اور نعت خوانی کرنے اور نہ کرنے ہر دوصورت کا حکم کیا ہے؟

جواب: اس میں شک وشبہہ کی ادنی گنجائش بھی نہیں ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ عشق وعقیدت اور محبت عین ایمان ہے اور آپ ﷺ کی ولادت سے لے کر وفات تک زندگی کے ہر شعبہ کے صحیح حالات وواقعات اور آپ ﷺ کے اقوال وافعال کو پیش کرنا باعث نزول رحمت خداوندی ہے اور ہر مسلمان کا یہ فریضہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کی زندگی کے حالات کو معلوم کرے اور ان کو مشعلِ راہ بنائے سال کے ہر مہینے میں اور ہر مہینے کے ہر ہفتے میں اور ہفتے کے ہر دن میں اور دن کے ہر گھنٹہ اور منٹ میں کوئی وقت ایسا نہیں کہ جس میں آپ ﷺ کی زندگی کے حالات بیان کرنا اور سننا ممنوع ہو یہ بات محلِ نزاع واشکال نہیں ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا ربیع الاول کے مہینے کو مقرر کر کے اس میں میلاد منانا، محفل اور مجلس منعقد کرنا، جلوس نکالنا یا اسی مہینے اور اس میں خاص تاریخ کو مخصوص کر کے فقراء ومساکین کو کھانا کھلانا وغیرہ امور آنحضرت ﷺ اور حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل خیر قرون سے ثابت ہیں؟ اگر ثابت ہیں تو کسی مسلمان کو اس میں پس وپیش کرنے کا ہرگز حق حاصل نہیں، کیونکہ جو کچھ انھوں نے فعلاً یا ترکاً کیا وہی دین ہے اور اس کی مخالفت بے دینی ہے۔

آپ ﷺ نبوت کے بعد تئیس سال تک قوم میں زندہ رہے پھر تیس سال خلافتِ راشدہ کے گزرے ہیں پھر ایک سو دس ہجری تک حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور رہا ہے کم وبیش دو سو بیس برس تک تبع تابعین رحمہم اللہ تعالی کا زمانہ تھا، عشق ان میں کامل تھا، محبت ان میں زیادہ تھی، آنحضرت ﷺ کا احترام وتعظیم ان سے بڑھ کر کون کرسکتا ہے، ان سب کچھ کے باوجود ان حضرات سے محفلِ میلاد وغیرہ اور مذکورہ بالا امور اس مہینہ میں ثابت نہیں، جب خیر القرون سے اس کا ثبوت نہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ باوجود محرک اور سبب کے یہ مبارک کام اور کارِثواب اس وقت کیوں نہ ہوا؟ اور آج یہ کیسے کارِثواب اور مبارک ہوگیا ہے؟ بلکہ پوری چھ صدیاں گزر چکیں تھیں کہ محفلِ میلاد کی بدعت کا کہیں مسلمانوں میں رواج نہ تھا۔

یہ یادرہے کہ محفلِ میلاد اور مجلس میلاد اور چیز ہے اور آنحضرت ﷺ کا نفسِ ذکرِ ولادت باسعادت اور چیز ہے...... اول بدعت ہے...... اور ثانی مندوب ومستحب ہے...... فقیہ العصر ابوحنیفۂ ثانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالی تحریر فرماتے ہیں "نفسِ ذکرِ ولادت مندوب ہے اور اس میں کراہت قیود کے سبب سے آئی ہے"۔

یہ بھی یادرہے کہ محفلِ میلاد کی بدعت چھ صدیوں کے بعد ۶۰۴ھ میں موصل کے شہر میں ایک مسرف بادشاہ مظفرالدین کوکری اور اس کے ایک رفیق دنیا پرست مولوی ابوالخطاب عمر بن وحیہ نے ایجاد کی اور ہر سال یہ مسرف بادشاہ بیت المال اور رعایا کی لاکھوں کی رقم اس بدعت اور جشن پر صرف کردیتا تھا۔

(امور متفرق طور پر درج ذیل کتب میں ہیں) "القول المعتمد فی عمل المولد، دول الاسلام ص۱۰۳ ج ۲، ص۱۰۴، لسان المیزان ص ۲۹۶/۲۹۵ ج ۴ بحوالہ المنہاج الواضح ص۱۶۲"

خواتین کی شرکت اور نعت خوانی سے اس کی قباحت میں مزید اضافہ ہوجائے گا

بہر حال دونوں صورتوں میں اس میں شرکت اور انتظام کرنا ناجائز اور واجب الترک ہے۔

محفل میلاد اور سیرت میں فرق

میلاد کہتے ہیں ولادت اور پیدائش کو......اور محفل کہتے ہیں مجلس کو یعنی آپ ﷺ کی پیدائش سے متعلق امور بیان کرنے کی مجلس آپ ﷺ کس شہر میں پیدا ہوئے تھے کس مہینے اور دن کو پیدا ہوئے تھے والدہ کا نام کیا تھا والد اور دادا کا نام کیا تھا وغیرہ وغیرہ اوصاف کو بیان کرنا میلاد ہے۔

سیرت کہتے ہیں کردار، کریکٹر اور زندگی گزارنے کے طریقے کو، یعنی آپ ﷺ نے جس طرح زندگی گزاری ہے اس کا نام سیرت طیبہ ہے۔

نمونہ : قرآنِ کریم نے کہا ہے کہ آپ ﷺ تمہارے لیے بہترین اور عمدہ نمونہ ہیں ''لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ'' [الاحزاب:۲۱]

نمونہ کس چیز میں ؟: آنحضرت ﷺ کی میلاد ہمارے لیے نمونہ ہے یا سیرتِ طیبہ؟ ظاہر ہے کہ میلاد تو نمونہ نہیں ہوسکتا کیونکہ ہمارے اختیار میں نہیں کہ جہاں آپ ﷺ پیدا ہوئے ہیں، جن کے ہاں پیدا ہوئے ہیں، جس مہینہ، دن اور تاریخ میں پیدا ہوئے ہیں ہم اپنے آپ کو اسی طرح پیدا کریں، لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ آنحضرت ﷺ کی سیرتِ طیبہ ہی ہمارے لیے نمونہ ہے امت پر لازم ہے کہ شب وروز اس طرح گزاریں جس طرح آپ ﷺ نے گزارے ہیں، احکامِ شریعت پر اس طرح عمل کریں جس طرح آپ ﷺ نے کر کے دکھایا ہے، نمازِ جنازہ، صدقہ خیرات، پڑوسیوں سے حسنِ سلوک وغیرہ زندگی کے تمام شعبوں میں آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کو نمونہ سمجھ کر عمل کریں۔

محفل میلاد کی تاریخ

اس سلسلے میں دو باتیں یاد رکھیں :

(۱) آپ ﷺ کی ولادت کا نفسِ ذکر کرنا یہ الگ چیز ہے اور اس میں کوئی خرابی نہیں بلکہ مستحب اور ثواب ہے اور ایک ہے میلاد اور ولادت کے ذکر کے لیے محفلوں، جلسے اور جلوسوں کا اہتمام کرنا اور ان میں غیر ضروری روشنی کرنا بلکہ حکومت اور عوام کی بجلی چوری کرنا شرکیہ اشعار پڑھنا، مرد وخواتین کو جمع کرنا بلکہ خواتین سے بھی اشعار پڑھوانا یہ الگ چیز ہے جس کا اہتمام نہ تو خود آپ ﷺ نے کیا نہ ہی تیس سالہ دورِ خلافتِ راشدہ میں کیا گیا نہ ہی ایک سو دس سالہ دورِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوا بلکہ چھ سو سال تک اس قسم کے جلسوں جلوسوں کا نام ونشان کہیں بھی مسلمانوں میں نہیں ملتا، لہٰذا یہ سب امور بدعت اور ناجائز ہیں جن سے اجتناب ہر مسلمان پر لازم ہے۔

(۲) تاریخِ ابن خلکان وغیرہ میں ہے کہ محفلِ میلاد کی بدعت سب سے پہلے ۶۰۴ھ میں موصل کے شہر میں ایک مسرف بادشاہ کے حکم سے ایجاد ہوئی جس کا نام مظفر الدین تھا (تفصیل کے لیے راہِ سنت ملاحظہ ہو)

لمحہ فکریہ: سڑکوں کے کناروں پر جھنڈیاں اور بلب، قمقمے لگوا کر ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کرنے کو اسراف، فضول خرچی کے سوا ایک منصف مزاج مسلمان اور کیا سمجھ سکتا ہے؟ بازاروں میں لاؤڈ اسپیکر لگا کر رات دن نعتیں اور نظمیں پڑھنا کیا توہین نہیں؟

الحاصل : اصل اور اہم چیز آپ ﷺ کی سیرت طیبہ ہے اسی سیرت کو منوانے کے لیے ہجرت، جنگِ بدر، احد، احزاب وغیرہ وغیرہ ہوئیں اور آپ ﷺ کا مبارک خون بہا، دانت مبارک شہید ہوئے نہ کہ میلاد منوانے کے لیے، لہٰذا سال کے ہر مہینہ اور دن میں سیرتِ طیبہ کی مجالس اور اپنانے کا اہتمام ہر مسلمان پر لازم ہے۔

ماہِ رجب

کونڈوں کا حکم

کونڈوں کی مروجہ رسم دشمنانِ صحابہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر اظہارِ مسرت کے لیے ایجاد کی ہے۔۲۲/ رجب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات ہے۔(طبری۔ استیعاب)۲۲/ رجب کا حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں، نہ اس میں ان کی ولادت ہوئی نہ ہی وفات۔حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت ۸/ رمضان ۸۰ھ یا ۸۳ھ کی ہے اور وفات شوال ۱۴۸ھ میں ہوئی۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس رسم کو محض پردہ پوشی کے لیے حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ورنہ درحقیقت یہ تقریب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔

جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی، شیعہ مسلمانوں سے مغلوب وخائف تھے اس لیے یہ اہتمام کیا گیا کہ شیرینی اعلانیہ تقسیم نہ کی جائے تاکہ راز فاش نہ ہو، بلکہ دشمنانِ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خاموشی کے ساتھ ایک دوسرے کے ہاں جا کر اسی جگہ یہ شیرینی کھالی جائے جہاں اس کو رکھا گیا ہے اور اس طرح اپنی خوشی اور مسرت ایک دوسرے پر ظاہر کریں جب اسکا چرچا ہوا تو اسکو حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے یہ تہمت ان پر لگائی کہ انہوں نے خود اس تاریخ کو اپنی فاتحہ کا حکم دیا ہے۔حالانکہ یہ سب من گھڑت ہے، مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ایسی رسم نہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی حقیقت سے آگاہ کر کے اس سے بچانے کی کوشش کریں۔

۲۷ رجب کا روزہ

(۱) اس کا ثبوت نہیں۔

(۲) کئی احادیث وآثار سے اس کی ممانعت آئی ہے۔

(۳) جن بعض روایات میں اس روزے کی فضیلت کا ذکر ہے وہ ضعیف اور نا قابلِ عمل ہیں

(۴) اس میں مذہبِ شیعہ کی تائید ہے کیونکہ وہ ابتداء وحی اور معراج کو یقینی طور پر

''۲۷'' رجب کو سمجھتے ہیں، جبکہ یہ غلط ہے۔

شبِ معراج اور اس سے متعلق چند غلط نظریات

(۱) ۲۷ رجب کو یقینی طور پر شبِ معراج سمجھا جاتا ہے، جبکہ یہ صحیح نہیں۔

(۲) اس کو عبادت کی رات سمجھا جاتا ہے۔

(۳) اس میں عبادت کی مخصوص صورتوں کی تعیین کی جاتی ہے، جبکہ یہ دونوں غلط ہیں۔

پہلی بات: اسکے غلط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ شبِ معراج کے واقعہ میں کئی قسم کے اختلافات ہیں۔

(۱) مَبدأ میں اختلاف: اس میں پانچ اقوال ہیں :

☆ آپ ﷺ کے گھر سے معراج شروع ہوا

☆ اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے شروع ہوا

☆ حرم سے شروع ہوا

☆ قریب حجر اسود سے شروع ہوا

☆ بین المقام والزمزم سے شروع ہوا

(۲) سال اور اسکے اجزاء میں اختلاف: اس میں تقریباً چھتیس اقوال ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں۔

☆ قبل البعثۃ ☆ بعد البعثۃ ☆ ایک سال چھ ماہ کے بعد

☆ سن ۵ نبوی ☆ سن ۶ نبوی ☆ پانچ سال بعد

☆ دس سال بعد ☆ دس سال تین ماہ بعد ☆ قبل الہجرۃ

☆ بعد الہجرۃ

(۳) ماہ میں اختلاف: اسمیں آٹھ اقوال ہیں۔

☆محرم ☆ربیع الاول ☆رجب ☆رمضان

☆شوال ☆ذی القعدہ ☆ذی الحجۃ ☆۲۷ربیع الآخر

☆۲۷رجب ☆۱۷ رمضان ☆۲۷شوال

(۴) تاریخ میں اختلاف: اس میں نو سے زائد اقوال ہیں:

☆۱۲ربیع الاول ☆۱۷ربیع الاول ☆۱۷ربیع الآخر ☆۲۷ربیع الآخر

☆۲۷رجب ☆۱۷رمضان ☆۲۷رمضان ☆۲۷شوال

(۵) دن میں اختلاف: اس میں تین اقوال ہیں:

☆ جمعہ ☆ ہفتہ ☆ پیر

یاد رکھیے! ان اقوال میں سے کسی کے لیے کوئی وجہ ترجیح نہیں۔اور نہ ہی ان میں سے کوئی قول کسی صحیح اور مضبوط دلیل پر مبنی ہے۔سب تخمینے اور اندازے ہیں۔

اشکال : اتنا اہم واقعہ......پھر اختلاف کیوں؟

جواب : چونکہ اس تاریخ کے متعلق کوئی شرعی حکم نہ تھا اس وجہ سے نہ تو آپ ﷺ نے اسے اہتمام سے بتایا اور نہ ہی حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا...... بلکہ موجبِ فساد و بدعات ہونے کی وجہ سے اس کو فراموش کر دیا۔

اشکال: ۲۷ رجب کی شہرت کی وجہ کیا ہے؟

جواب : یہ روافض اور شیعہ کا اثر ہے چونکہ وہ اس تاریخ کو مبدأ وحی اور تاریخِ معراج یقیناً سمجھتے ہیں جیسا کہ ان کی کتاب ''تحفۃ العوام'' میں ہے۔انھوں نے مسلمانوں میں بھی انتہائی چالاکی اور عیاری سے اس نظریہ کو پھیلایا اور اس میں کامیاب ہوئے۔

دوسری بات کی تردید: چونکہ شرعاً اس میں کوئی عبادت نہیں اس لیے اس کی تخصیص بدعت ہوگی۔

تیسری بات کی تردید: جب اس رات میں کوئی خاص عبادت ثابت نہیں تو عبادت کے مخصوص طریقے اور قسمیں بطریقِ اولیٰ غیر ثابت اور بدعت ہوں گے۔

حلیم اور حلوے وغیرہ طعام کے ایصالِ ثواب کے لیے محرم و ربیع الاول کی تخصیص بدعت ہے

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ اس عنوان سے متعلق ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: اس کام (یعنی طعام کے ایصالِ ثواب) کے لیے وقت، دن اور مہینہ مقرر کرنا بدعت ہے، البتہ اگر (شرع میں) کسی وقت میں عمل پر زیادہ ثواب وارد ہو جیسے رمضان کا مہینہ ہے کہ اس میں مؤمن کے عمل کا ثواب ستر گنا زیادہ ہوجاتا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اس لیے کہ حضور ﷺ نے اس کی ترغیب دی ہے، بقول حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر وہ چیز جس کی ترغیب اور وقت کی تعیین صاحب شرع ﷺ سے ثابت نہ ہو، وہ فعل عبث ہے اور سرورِ عالم ﷺ کی سنت کے خلاف ہے اور خلافِ سنت کام حرام ہوتا ہے، لہٰذا یہ ہرگز جائز نہ ہوگا۔ اگر کسی کا دل صدقہ کرنا چاہتا ہے تو وہ بدونِ تعیین ہر دن مخفی صدقہ کرے تاکہ ریا و نمود اور شہرت سے بچا رہے۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۹۳، بحوالہ المنہاج صفحہ ۱۶۹)

ایصالِ ثواب کی صحیح صورتیں

ایصالِ ثواب کی صحیح صورتیں دو ہیں۔

(۱) ماہ، تاریخ اور دن کی تعیین و تخصیص کے بغیر نقد رقم کسی کارِ خیر میں لگادی جائے یا کسی مسکین کو دے دی جائے، اس کے صحیح اور افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نقد سے مسکین ہر ضرورت پوری کرسکتا ہے اور مستقبل کی ضرورت کے لیے رکھ بھی سکتا ہے۔ نیز یہ صورت ریا و نمود سے پاک ہے، حدیث میں ہے کہ مخفی صدقہ دینے والے کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے

حضرۃ مولانا المفتی احمد ممتاز صاحب دامت برکاتہم
سے فون پر مسائل پوچھنے کے اوقات
صبح 11:30 تا 12:30، دوپہر 03:00 تا 05:00 اور بعد عشاء 09:30 تا 10:30
رابطہ نمبر 0333-2226051

رحمت کے سایہ میں جگہ عنایت فرمائیں گے۔

(۲) مسکین کی حاجت کے مطابق اسے صدقہ دیا جائے، کپڑے کی ضرورت ہے تو کپڑا، دوا کی حاجت ہے تو دوا اور اگر کھانے کی حاجت ہے تو کھانا دیا جائے۔

﴿اصلاحِ معاشرہ﴾

ہمارے جامعہ میں اس شعبے کا قیام اس عظیم مقصد کے لیے کیا گیا ہے تاکہ عام مسلمانوں کو مستند کتابوں اور کیسٹوں کے ذریعے صحیح عقائد اور اعمال سے روشناس کرا کے، ان کو باطل نظریات اور اعمال سے بچایا جائے۔ اور عین اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی گزار کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ جنت کے حقدار بن جائیں اور جہنم سے چھٹکارا پائیں۔

آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

و اللہ لأن یھدی اللہ بک رجلاً خیر لک من أن یکون لک حمر النعم (البخاری ۱/۴۲۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی قسم! البتہ یہ بات کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے کسی شخص کو ہدایت دے، یہ آپ کے لیے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے بہتر ہے۔

اگر آپ ہمارے ساتھ مل کر اس شعبہ میں امت کی خیر خواہی کا کام کرنا چاہتے ہیں تو ان صورتوں کو اختیار کر سکتے ہیں: (۱) صراطِ مستقیم کورس (ہر اتوار کو بعد نمازِ مغرب جامعہ کی مسجد میں آدھے گھنٹے کا

ایک کورس کرایا جاتا ہے، جس میں فرقِ باطلہ سے متعلق عوام کو ضروری معلومات دی جاتی ہیں اس) میں خود شرکت کرنا اور دوسروں کو شرکت کی دعوت دینا، (۲) اپنے محلّہ میں کچھ وقت نکال کر اس مقصد کے لیے دوسروں سے ملنا، (۳) اصلاحِ معاشرہ کے نام سے لائبریری قائم کرنا، (۴) خود مالی تعاون کرنا، (۵) دوسروں کو مالی تعاون کی دعوت دینا۔

شعبہ تعمیرِ معاشرہ زیرِ انتظام

جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

مدنی کالونی ماری پور ہاکس بے روڈ، کراچی

موبائل : 03332226051 ، 03332117851

حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب دامت برکاتہم کی چند کتابیں

- پانچ مسائل (متعلق بریلویت)
- غیر مقلدین کا اصلی چہرہ ان کی اپنی تحریرات کے آئینہ میں
- تراویح، فضائل، مسائل، تعداد رکعت
- حیلۂ اسقاط اور دُعا بعد نمازِ جنازہ
- اولاد اور والدین کے حقوق
- قربانی اور عیدین کے ضروری مسائل
- امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت کے دلچسپ واقعات
- احکام حیض ونفاس واستحاضہ مع حج وعمرہ میں خواتین کے مسائل مخصوصہ
- درس ارشاد الصرف
- طلاقِ ثلاث
- منفرد اور مقتدی کی نماز اور قراءۃ کا حکم
- خواتین کا اصلی زیور ستر اور پردہ ہے
- عباد الرحمٰن کے اوصاف
- استشارہ (مشورہ) واستخارہ کی اہمیت
- آٹھ مسائل
- اصلی زینت

ناشر جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مدنی کالونی، گریکس ماری پور، ہاکس بے روڈ، کراچی

فون: 021-38259811 موبائل: 0333-2226051